البیان

جاوید احمد غامدی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۃ التوبہ

(۶)

(گذشتہ سے پیوستہ)

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ جَاھِدِ الْکُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْھِمْ وَمَاْوٰھُمْ جَھَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ ﴿۷۳﴾ یَحْلِفُوْنَ بِاللّٰہِ مَا قَالُوْا وَلَقَدْ قَالُوْا کَلِمَۃَ الْکُفْرِ وَکَفَرُوْا بَعْدَ

اے [۲۳۶] پیغمبر، اِن سب منکروں اور منافقوں سے جہاد کرو اور اِن کے لیے سخت بن جاؤ [۲۳۷]۔ اِن کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ نہایت برا ٹھکانا ہے۔ یہ خدا کی قسمیں کھاتے ہیں کہ اِنھوں نے وہ بات نہیں کہی،

۲۳۶؎ یہاں سے پانچواں شذرہ شروع ہوتا ہے۔ اِس کے مضامین سے واضح ہے کہ یہ تبوک میں یا تبوک سے واپسی کے سفر میں کسی وقت نازل ہوا ہے۔

۲۳۷؎ جہاد کا لفظ قتال اور شدت احتساب، سب کو شامل ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کفار اور منافقین ایک ہی زمرے کے لوگ ہیں۔ تمھاری کریم النفسی سے فائدہ اٹھا کر وہ اپنی شرارتوں میں اور دلیر ہو گئے ہیں۔ اُن کے ساتھ اپنا رویہ اب یکسر تبدیل کر لو اور جس کے خلاف جس اقدام کا حکم دیا گیا ہے، وہ کرو۔ چنانچہ منکروں کو جہاں پاؤ، قتل کرو، جیسا کہ پیچھے ہدایت کی گئی ہے اور منافقوں کے ساتھ احتساب اور دار و گیر کا جہاد کرو اور رأفت و شفقت کے بجائے سختی کے ساتھ پیش آؤ تاکہ اُن پر واضح ہو جائے کہ اب اُنھیں مسلمانوں کی طرح مسلمان بن کر رہنا ہوگا، ورنہ اُسی انجام سے

اِسۡلَامِهِمۡ وَهَمُّوۡا بِمَا لَمۡ يَنَالُوۡا وَمَا نَقَمُوۡۤا اِلَّاۤ اَنۡ اَغۡنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوۡلُهٗ مِنۡ فَضۡلِهٖ فَاِنۡ يَّتُوۡبُوۡا يَكُ خَيۡرًا لَّهُمۡ وَاِنۡ يَّتَوَلَّوۡا يُعَذِّبۡهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيۡمًا فِى الدُّنۡيَا وَالۡاٰخِرَةِ وَمَا لَهُمۡ فِى الۡاَرۡضِ مِنۡ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيۡرٍ ﴿۷۴﴾

حالاں کہ کفر کی وہ بات اِنھوں نے ضرور کہی ہے[۲۳۸] اور (اِس طرح) اسلام لانے کے بعد کفر کے مرتکب ہوئے ہیں اور اِنھوں نے وہ چاہا ہے جو پا نہیں سکے ہیں[۲۳۹]۔ اِن کا یہ عناد اِسی بات کا صلہ ہے کہ اللہ اور اُس کے رسول نے اپنے فضل سے اِن کو غنی کر دیا ہے[۲۴۰]۔ سو اگر یہ (اب بھی) توبہ کر لیں تو اِن کے لیے بہتر ہے اور اگر اعراض کریں گے تو اللہ اِن کو دردناک سزا دے گا، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ اور زمین میں اِن کا نہ کوئی حمایتی ہوگا، نہ مددگار۔ ۷۳-۷۴

دوچار ہوں گے جو پیغمبر کے منکروں کے لیے مقدر ہو چکا ہے۔

۲۳۸؎ یہ اُسی طرح کی کسی بات کا حوالہ ہے، جس طرح کی باتوں کا ذکر پیچھے گزر چکا ہے کہ منافقین اپنی مجلسوں میں اللہ، اُس کے رسول اور اُس کی آیتوں کا مذاق اڑاتے ہیں، لیکن جب پوچھا جائے تو صاف مکر جاتے ہیں کہ اُنھوں نے کوئی ایسی بات نہیں کہی، وہ تو محض ہنسی دل لگی کر رہے تھے۔

۲۳۹؎ یہ اُن منصوبوں کی طرف اشارہ ہے جو منافقین نے اسلام کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے لیے بنائے مگر اللہ نے اُن کے راز برسرموقع فاش کر دیے اور اُنھیں کامیاب نہیں ہونے دیا۔ چنانچہ ہر موقع پر اُنھوں نے منہ کی کھائی۔ استاذ امام کے الفاظ میں، یہ قرآن نے نہایت بلاغت کے ساتھ دو لفظوں میں اُن کے تمام خبیثانہ منصوبوں اور ساتھ ہی اُن کی محرومیوں اور ناکامیوں کی طرف اشارہ فرما دیا ہے۔

۲۴۰؎ اشارہ ہے اُن غنائم کی طرف جو فتوحات کے نتیجے میں حاصل ہوئے اور جن سے سب سے زیادہ فائدہ اِنھی منافقین نے اٹھایا۔ استاذ امام لکھتے ہیں:

> ”...اول تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اِن کی دل داری کے خیال سے اِن کو دیتے بھی زیادہ تھے، پھر یہ اپنی طماعی کے سبب سے لیتے بھی سو بہانوں سے تھے۔ مزید براں اِن کے پاس صرف لینے ہی والے ہاتھ تھے، دینے والے ہاتھ تو سرے سے تھے ہی نہیں۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا کوئی موقع آیا تو ...صاف کترا جاتے۔ اِس طرح یہ لوگ مال دار بن گئے اور اِس مال داری کا صلہ اسلام کو، جس کے نام پر وہ مال دار بنے، اُنھوں نے یہ دیا کہ اُس کے

www.javedahmadghamidi.com

وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۷۵﴾
فَلَمَّآ اٰتٰهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۷۶﴾ فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا
فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَآ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ﴿۷۷﴾
اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۷۸﴾ اَلَّذِيْنَ
يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقٰتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ

اِن میں وہ بھی ہیں[۲۴۱] جنھوں نے اللہ سے عہد کیا کہ اگر اُس نے ہم کو اپنے فضل سے نوازا تو ہم ضرور صدقہ کریں گے اور ضرور نیکیاں کرنے والوں میں سے ہوں گے۔ مگر جب اللہ نے اپنے فضل سے اُن کو عطا فرمایا تو اُس میں بخل کرنے لگے اور برگشتہ ہو کر منہ پھیر لیا[۲۴۲]۔ اِس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ نے اُس دن تک کہ اُس سے ملیں گے، اُن کے دلوں میں نفاق بٹھا دیا، اِس لیے کہ اُنھوں نے اللہ سے کیے ہوئے وعدے کی خلاف ورزی کی اور اِس لیے کہ وہ جھوٹ بولتے رہے[۲۴۳]۔ کیا اُن کو خبر نہیں کہ اللہ اُن کے رازوں اور اُن کی سرگوشیوں کو جانتا ہے اور اللہ ہر غیب کا جاننے والا ہے[۲۴۴]۔ وہ[۲۴۵] جو صدقات کے معاملے میں اُن

خلاف سازشیں اور ریشہ دوانیاں کرتے رہے۔'' (تدبر قرآن ۳/۶۱۰)

۲۴۱؎ یعنی اِنھی لوگوں میں جواب اسلام کی بدولت غنی ہو گئے ہیں۔

۲۴۲؎ اصل الفاظ ہیں: 'تَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ'۔ 'تَوَلَّوْا' کے بعد 'هُمْ مُّعْرِضُوْنَ' کے الفاظ واضح کرتے ہیں کہ انفاق کا نام لیا جائے تو منہ موڑ کر اِس طرح چل دیتے ہیں کہ پیچھے مڑ کر دیکھتے بھی نہیں۔

۲۴۳؎ یہ اُس سنت کے مطابق ہوا جو اللہ تعالیٰ نے ہدایت وضلالت کے باب میں مقرر کر رکھی ہے۔ آدمی جب ایک مدت تک کسی روگ کی رضاعت و پرورش کرتا رہتا ہے تو بالآخر ہمیشہ کے لیے توبہ اور اصلاح کی توفیق سے محروم ہو جاتا ہے۔

۲۴۴؎ یعنی فعلاً بھی جانتا ہے اور اُس کی صفت بھی ہے کہ وہ علام الغیوب ہے۔

۲۴۵؎ آیت کی ابتدا 'اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ' کے الفاظ سے ہوئی ہے۔ یہ 'اَلَّذِيْنَ' پیچھے 'نَجْوٰىهُمْ' میں 'هُمْ' کی ضمیر سے بدل ہے۔ ہم نے ترجمہ اسی کے لحاظ سے کیا ہے۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

فَيَسۡخَرُوۡنَ مِنۡهُمۡ سَخِرَ اللّٰهُ مِنۡهُمۡ وَلَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ﴿۷۹﴾ اِسۡتَغۡفِرۡ لَهُمۡ اَوۡ لَا تَسۡتَغۡفِرۡ لَهُمۡ اِنۡ تَسۡتَغۡفِرۡ لَهُمۡ سَبۡعِيۡنَ مَرَّةً فَلَنۡ يَّغۡفِرَ اللّٰهُ لَهُمۡ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمۡ كَفَرُوۡا بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهۡدِى الۡقَوۡمَ الۡفٰسِقِيۡنَ ﴿۸۰﴾

مسلمانوں پر طعن کرتے ہیں جو خوش دلی سے دیتے ہیں اور جن کے پاس دینے کے لیے وہی کچھ ہے جو وہ اپنی محنت مزدوری سے کما لاتے ہیں، اُن کا مذاق اڑاتے ہیں[۲۴۶]۔ اللہ اُن (مذاق اڑانے والوں) کا مذاق اڑاتا ہے اور اُن کے لیے دردناک عذاب ہے۔ تم اُن کے لیے مغفرت چاہو یا نہ چاہو۔ اگر تم ستر مرتبہ بھی اُن کے لیے مغفرت چاہو گے تو اللہ ہرگز اُن کو معاف کرنے والا نہیں ہے۔ اِس لیے کہ اُنھوں نے اللہ اور اُس کے رسول کے ساتھ کفر کیا ہے اور اِس طرح کے بدعہدوں کو اللہ راہ نہیں دکھاتا[۲۴۷]۔ ۷۵-۸۰

۲۴۶؎ یعنی خود کچھ کرتے نہیں اور دوسروں کے انفاق پر غصے سے کھولتے اور حسد سے جلتے ہیں۔ چنانچہ اغنیا کو طعن و تشنیع کا نشانہ بناتے اور غریبوں کا مذاق اڑاتے ہیں۔ استاذ امام لکھتے ہیں:

”...جو فیاض اور مخلص مسلمان فیاضی اور خوش دلی سے خدا کی راہ میں دیتے ہیں، اُن کو تو کہتے ہیں کہ یہ ریاکار اور شہرت پسند ہے۔ اپنی دین داری اور سخاوت کی دھونس جمانے کے لیے ایسا کرتا ہے۔ جو غریب بے چارے کچھ رکھتے ہی نہیں۔ اپنی محنت مزدوری کی گاڑھی کمائی ہی سے اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، اُن کی حوصلہ شکنی کے لیے اُن کا یہ مذاق اڑاتے اور اُن پر پھبتیاں چست کرتے ہیں کہ لو آج یہ بھی اٹھے ہیں کہ حاتم کا نام دنیا سے مٹا کر رکھ دیں۔“ (تدبر قرآن ۳/ ۶۱۳)

۲۴۷؎ یعنی وہ راہ نہیں دکھاتا جو اُنھیں جہنم کے راستے سے ہٹا کر اُس غایت کی طرف گامزن کر دے جو سچے اہل ایمان کی منزل ہے۔ اِس تنبیہ سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کس درجہ رحیم و شفیق تھے اور اِس طرح کے منافقوں کے لیے کس قدر الحاح کے ساتھ مغفرت اور نجات کی دعائیں کرتے رہتے تھے۔

[باقی]

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org